ڈاکٹر نجمہ ظہور*

میر سید علی ہمدانی کی کشمیر میں خدمات

ABSTRACT

Syed Ali Hamdani was a great reformer and a visionary who has influenced almost all the aspects of the lives of Kashmiris. The arrival of Syed Ali Hamdani is by all values a turning point in the history of Kashmir. He heralded the dawn of the new era in the sense that the history of Kashmir took a positively a new turn and a dynamic process of socio-cultural change. Mir Sayyid Ali Hamdani was a great philosopher who brought healthy changes in Kashmiri culture. This paper, as such, attempts at highlighting the religious, social, political, socio-cultural changing of Mir Sayyid Ali Hamdani and his impact on Kashmiri society that results in the Islamization of the Kashmiri society.

KEY WORDS: Reformer, Visionary, Culture, socially, literary and religious changing.

* پی ایچ ڈی سکالر، شعبہ کشمیریات، پنجاب یونیورسٹی، لاہور

دلفریب وادیوں، سرسبز کوہساروں، پھولوں سے لدے مرغزاروں، بلند و بالا فلک بوس اور برف پوش پہاڑوں، نہروں، جھیلوں اور ندی نالوں کی یہ سرزمین دینا میں جنت نظیر کہلاتی ہے۔ وادی کشمیر ہندوستان کی بلندی پر واقع پہاڑوں اور دریاؤں کے درمیان خلق خداوندی کی خوبصورت اور بے نظیر تصویر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس وادی کو ہر طرح کی خوبصورتی سے نوازا ہے۔ اپنی اسی خوبصورتی کی وجہ سے یہ خطہ زمین اپنا ایک منفرد مقام رکھتا ہے۔ پوری دینا میں یہ سرسبز وادی اللہ تعالیٰ کی تخلیق کردہ خوبصورت شاہکاروں میں سے ایک شاہکار ہے۔ سبزے اور پھولوں سے لہلہاتی حسین و جمیل یہ وادی، پہاڑوں کی خوبصورتی میں لپٹی یہ پر کشش جھیلیں، موسموں کے دلکش نظارے اس کی خوبصورتی کو چار چاند لگاتے ہیں۔

کشمیر کو اولیاء کرام کی سرزمین کہا جاتا ہے جبکہ علامہ اقبال نے اسے ایران صغیر کے نام سے پکارا ہے۔ کشمیر کو یہ القابات اس کے بے مثال روحانی اور علمی تناظر میں دیے گئے۔ صوفیاء نے ہر زمانے میں عوام کے تخیلات و عمل، کردار اور عقائد پر گہرا اثر ڈالا ہے۔ کشمیر کی سرزمین اولیاء اور صوفیاء کے حوالے سے بہت ثمر آور رہی ہے۔ یہاں ہر دور میں بزرگان خدا موجود رہے ہیں جنھوں نے تعلیم اور تبلیغ کے ذریعے لوگوں کے دلوں میں معرفت و ہدایت کے چراغ روشن کیے اور دینی محبت اور شاقہ کے ذریعے سے پورے کشمیر کو اسلام کی ابدی رفعتوں سے روشناس کرایا، اور وہاں سے غیر اخلاقی رسومات کا خاتمہ کیا۔ انھیں میں سے ایک برگزیدہ ہستی حضرت سید علی ہمدانی کی ہے جن کی کوششوں سے کشمیر میں ایک نیا روپ آیا۔

حضرت سید علی ہمدانی ایران کے شہر ہمدان میں 1314 میں پیدا ہوئے۔ آپ کا اسم مبارک میر سید علی اور کنیت ابو محمد اور لقب امیر کبیر ہے۔ آپ کے والد ماجد کا نام سید شہاب الدین تھا جو صوبہ ہمدان کے حاکم اعلی تھے۔ باپ کی نسبت سے آپ کو بھی میر کہا جانے لگا۔ آپ نے بچپن میں ہی قرآن مجید حفظ کر لیا اور پھر دوسرے علوم پڑھے۔ آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے ماموں سید علاؤالدین سمنانی سے

حاصل کی۔ تعلیم ختم کرنے کے بعد اپنے اساتذہ کرام کی خواہش پر پچاس سال کی عمر میں سیر وسیاحت کے لیے دنیا کا سفر شروع کیا۔

اکیس سال تک آپ نے روحانی علم کے حصول کے لیے سفر جاری رکھا اور اس سفر کے دوران آپ تقریبا 1400 اولیاء کرام سے بھی ملے۔ آپ ایشیائے کوچک، حرمین شریفین، جزیرہ سراندیب اور ہندوستان سے ہوتے ہوئے 767ھ میں اپنے جد بزرگوار کے حکم پر ملک کا سفر شروع کیا اور والیان کشمیر کو دین اسلام کی عظیم نعمت اور خدائے قدوس کی بے انتہا رحمت سے مالا مال کرنے کے لیے پیر پنجال کی برفانی چوٹیوں کو عبور کیا۔ پہلی مرتبہ جب آپ کشمیر تشریف لائے تو آپ کے دو چچازاد بھائی سید حسین سمنانی اور سید تاج الدین ہمدانی آپ کے ساتھ تھے۔ آپ کی تشریف آوری کے وقت کشمیر میں شہاب الدین کی حکومت تھی شہاب الدین ہند میں مصروف جنگ تھا اور اس کا بھائی قطب الدین جانشینی کے فرائض سرانجام دے رہا تھا۔ چار ماہ تک کشمیر میں قیام کیا پھر محاذ جنگ میں پہنچ کر دونوں فریقین میں جنگ بندی کروانے میں کامیاب ہوئے۔ چار ماہ کے مختصر قیام کے بعد آپ ترکستان چلے گئے۔

14 سال بعد آپ 781ھ میں یہاں دوسری بار کشمیر تشریف لائے اس بار آپ اپنے ساتھ سات سو افراد بھی لے آئے تھے۔ آپ کے ساتھ جو صوفیاء تشریف لائے تھے ان میں سید جمال الدین، سید فیروز، سید محمد قریشی وغیرہ شامل ہیں۔ اس بار آپ نے ساری وادی کا تفصیلی دورہ کیا اور یہاں کے حالات کا جائزہ لیا۔ کشمیریوں کے مزاج سے واقفیت حاصل کر کے اور ضرورتوں کو محسوس کر کے چند ماہ قیام کرنے کے بعد واپس چلے گئے۔ آپ کے اس دورے کے دوران بہت سے لوگ حلقہ بگوش اسلام ہوئے۔

4 سال کے بعد آپ پھر 785ھ میں تیسری اور آخری بار کشمیر تشریف لائے، اس بار آپ اپنے ساتھ سات سو علمائے اکرام اور درجنوں ہنر مند اور کاریگر لائے۔ کہا جاتا ہے کہ اس بار آپ کی

ہجرت کی وجہ اس وقت کے بادشاہ امیر تیمور کی وجہ سے ہوئی۔ آپ نے امیر تیمور کے بدلتے ہوئے تیور دیکھ کر اپنے ساتھ سات سو علماء و فضلاء اور ماہرین فن کو اپنے ساتھ لیا اور کشمیر میں اشاعت اسلام کیلئے چل پڑے۔

امیر تیمور نے سادات خاندان کو قتل کرنے کا حکم دیا ہوا تھا۔ کیونکہ علوی سادات اس وقت سیاست میں اہم مقام رکھتے تھے۔ سید علی ہمدانی اس بار پورا مشن لے کر کشمیر آئے۔ اس بار پوری زندگی گزارنے کے لیے آئے تھے لیکن صحت خرابی کی وجہ سے آپ واپس چلے گئے تھے۔ واپسی پر آپ نے علاقہ کافرستان میں 73 سال کی عمر میں وفات پائی اور ترکستان کے مشہور شہر ختلان میں دفن ہوئے۔ کہا جاتا ہے کہ سید علی ہمدانی نے تین بار پوری دنیا کا پیدل سفر کیا ان کے سفر کرنے کا بنیادی مقصد لوگوں کے حالات زندگیوں کا مطالعہ کرنا تھا۔ ان کے دورے کا مقصد لوگوں کے آداب، رسوم ورواج کو جاننا تھا۔ وہ اسلام کی تبلیغ کا مشن لے کر کشمیر آئے تھے جو کہ وقت کی ضرورت تھی۔

سید علی ہمدانی کی آمد سے قبل کشمیری قوم غربت، جہالت، ذات پات کی لعنت اور استحصال کا شکار تھی کوئی بھی ان کا پرسان حال نہیں تھا۔[1] آپ کی آمد سے پہلے جن لوگوں نے اسلام قبول کیا تھا وہ اسلامی قدروں سے کوسوں دور تھے اس کی وجہ یہ تھی کہ اسلامی قدروں اور اصولوں کی کوئی تبلیغ کرنے والا کوئی نہ تھا۔ اکثر بادشاہ مسلمان ہونے کے باوجود وہ ہندومت کے معتقد تھے۔ وہ ہندؤں کے مندروں میں جاتے تھے۔ یہاں کا بادشاہ مسلمان ہوتے بھی تمام ہندوؤں کی رسومات اپنائے ہوئے تھا۔ وہ روزانہ مندر حاضری دے کر بتوں سے شاباش لیتا تھا۔

اس کے علاوہ قطب الدین نے مسلمان ہونے کے باوجود بھی دو سگی بہنوں سے شادی کر رکھی تھی۔ شاہ ہمدان کے سمجھانے پر ایک بیوی کو طلاق دیدی اس کے علاوہ اور بھی بہت سی قبیح رسومات موجود تھیں مثلاً ہندوانہ لباس ان کے طور طریقے اور ان کے رسم ورواج اختیار کرنے میں کوئی عار

---

[1] چین اور کشمیر، جی ایم میر پبلشر مکتبہ رضوان میرپور، آزاد کشمیر ص 81

محسوس نہیں کرتے تھے۔[2] آپ عظیم مبلغ ہونے کے ساتھ ساتھ اصلاح کنندہ بھی تھے۔ آپ نے کشمیری باشندوں کے لیے بہت سی اصلاحات بھی کی ہیں جن میں کالے جادو سے لوگوں کا چھٹکارہ، اسلامی تعلیمات کو سیکھنے اور عمل کی تلقین، عقیدے کی درستگی اور کردار کی آرائش وغیرہ شامل ہیں۔ ان سب باتوں سے پتہ چلتا ہے کہ یہاں کے لوگوں کو دین سیکھنے کی کتنی ضرورت تھی جو سید علی ہمدانی نے پوری کی۔

سید علی ہمدانی کی آمد کے بعد کشمیر میں بڑے پیمانے پر تبدیلیاں رونما ہوئیں۔ آپ نے شدت سے محسوس کیا کہ دین اسلام کے احیاء کے علاوہ نو مسلمانوں کی تعلیم و تربیت کی اشد ضرورت ہے۔ چنانچہ آپ سات سو سادات کرام کی بھاری جمعیت لیکر کشمیر تشریف لائے۔ آپ کے ساتھ جو تشریف لائے تھے ان میں میر سید حیدر، سید جمال الدین، سید کمال، سید کمال ثانی، سید عزیز اللہ حضرت سید محمد کاظم، حضرت سید قطب امجد، سید محمد قرشی، سید نعمت اللہ کے علاوہ بے شمار بلند پائے کے اولیاء کرام اور مشائخ شامل ہیں۔

آپ کے ساتھ تشریف لانے والے بزرگان دین کشمیر کے مختلف علاقہ جات میں اقامت گزین ہوئے انہوں نے غیر مسلموں کو دائرہ اسلام میں داخل کرنے کے علاوہ نو مسلموں کی تعلیم و تربیت اور اصلاح کا بیڑہ اٹھایا اور یہ سلسلہ ہر علاقے میں پھیلا دیا۔ سید علی ہمدانی کی مساعی جمیلہ سے سرینگر، پونچھ، راجوری، میرپور، مظفر آباد، گلگت اور جموں کے علاقہ جات پوری طرح مستفید ہوئے۔[3]

ان صوفیائے کرام کی تبلیغ وہدایت اور باعمل اور شریعت طرز زندگیوں سے متاثر ہو کر سینتیس ہزار سے زائد غیر مسلم حلقہ بگوش اسلام ہوئے اور نو مسلموں کی وہ تربیت اور راہنمائی کی۔ اسلام کی روشنی کشمیر کے ہر قریے اور گوشے میں پھیلتی گئی۔ ان صوفیائے کرام نے کشمیری مسلمانوں کو اسلامی

---

[2] کشمیر سلاطین کے عہد میں، محب الحسن، ا، سادات کالونی ڈرگ روڈ کراچی، 1990 ص 89

[3] کشمیر میں اسلامی کلچر، جی۔ ایم، ڈی صوفی، گلشن بکس سرینگر، ص، 47، 46۔

طرز حیات کے مطابق زندگیاں بسر کرنے کا درس دینے کے ساتھ ساتھ اس معاشرہ کو ہندوانہ اور قبیح رسومات شر کو بدعات سے پاک کر کے صاف ستھرے اور پاکیزہ مسلم معاشرے کی تشکیل نو کی اور اسلامی قوانین کا نفاذ کروایا۔[4] معاشرے کے ناسوروں، قاتلوں، ڈاکوؤں اور دیگر جرائم کے مرتکب افراد کیلئے اسلامی قوانین کے مطابق سزائیں مقرر کی۔

انصاف کے حصول کے لیے عدالتیں قائم کروائیں۔ علماء کو قاضی القضاء مقرر کروایا۔ ان بزرگان دین کے مصدق وصفا، جود و سخا اور لطف و عطا سے نہ صرف غیر مسلم کثرت کے ساتھ مسلمان ہوئے بلکہ نو مسلم بھی تربیت اور راہنمائی حاصل کر کے سچے پیروکار اور مبلغ اسلام بن گئے۔ لل دید کشمیر کی ایک نامور شاعرہ گزری ہیں ان کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ شیوازم کی پیروکار تھیں، لیکن سید علی ہمدانی کی آمد کے بعد انہوں نے آپ سے تعلیم حاصل کی اور آپ کے ہاتھوں اسلام قبول کیا۔[5]

سید علی ہمدانی اور ان کے رفقاء نے نہ صرف تبلیغ و ہدایت کی بلکہ معاشی ناہمواریوں کا خاتمہ بھی کیا۔ کشمیر کے علماء، عرفاء اور صوفیاء نے مساجد، مدارس اور خانقائیں تعمیر کیں یہ مراکز علم و تصوف اور زبان کی نشر واشاعت میں اہم کردار ادا کرتے رہے۔[6] ملک کے اندر ہر قصبے، شہر، گاؤں یا محلے میں مساجد تعمیر کروا کر پانچوں وقت اذانیں بلند کروائیں۔ نماز باجماعت کے ساتھ ساتھ درس قرآن کا بھی اہتمام کروایا۔

امام مساجد کی گزر اوقات اور اخراجات کیلئے معاوضوں کے اصول متعین کیے، لوگوں کو پابند صوم وصلٰوۃ بنانے کے علاوہ بچوں کو ناظرہ و حفظ قرآن اور دنیاوی تعلیم سے آراستہ کرنے کا بھی اہتمام کیا۔ آپ کے پیروکاروں نے علاقے کی اہم گزر گاہوں اور مقامات پر مساجد تعمیر کیں۔ آپ نے ہمیشہ

---

[4] کشمیر میں اسلام، پروفیسر حمید نسیم، بک پلس سرینگر کشمیر، 2015، ص60

[5] معلومات کشمیر انسائیکلوپیڈیا، محمد ریاض عباسی، مونال پبلی کیشنز کمیٹی چوک راولپنڈی 2013، ص98

[6] اورق جموں و کشمیر، پروفیسر نذیر احمد تشنہ، الفیصل ناشران و تاجران کتب اردو بازار لاہور، 2008، ص106۔

کے لیے کشمیر میں پڑاؤ نہیں ڈالا بلکہ مختلف مناسب مواقع پر علاقے کا دورہ فرماتے تھے اپنے تمام مریدین کو مساجد میں جمع ہو کر جماعت کی ذمہ داریاں دے کر وہاں مکمل سکونت اختیار کرنے کو کہا۔

ان کی تعمیر کردہ خانقائیں فن تعمیر میں ایک شاہکار ہیں۔ دیواروں میں لکڑیوں کا استعمال، کھڑکیوں دروازں اور روشندانوں میں لکڑی پر بہت خوبصورت تزئین و آرائش کا کام کیا گیا ہے۔ نیز کہا جا سکتا ہے کہ ان صوفیاء کرام نے زراعت، ملازمت، تجارت، کاروبار، محنت مزدوری، عائلی معاملات، ملکی قوانین خارجہ تعلقات غرض یہ کہ ہر شعبہ زندگی میں کشمیری مسلمانوں کی شریعت کے مطابق تربیت کی۔

اپنے قیام کے دوران سید علی ہمدانی نے سرینگر میں دریائے جہلم کے کنارے محلہ علاؤالدین پورہ میں اپنی رہائش رکھی۔ آپ کی رہائشگاہ صفہ کہلاتی ہے جہاں پر آپ کا کتب خانہ بھی ہے۔ آج کل اس متبرک مقام پر حضرت امیر علی ہمدانی کا چغہ مبارک اور عصا مبارک رکھا ہوا ہے۔[7] مسجد شاہ ہمدان دریائے جہلم کے کنارے آپ کی یادگار ہے۔ سرینگر کے عین قلب میں امیر کبیر سید علی ہمدانی کے فرزند میر محمد ہمدانی نے خانقاہ معلٰی کی بنیاد رکھی تھی۔ خانقاہ معلٰی چوب سازی کا ایک شاندار نمونہ ہے اس پر لکڑی کا کام چینی طرز کا ہے۔ اس خانقاہ معلی کی مسجد شہزادی صالح بی بی نے تعمیر کروائی۔ صالح بی بی سلطان غازی شاہ چک کی بہن اور حبیب شاہ چک کی والدہ تھیں۔ خانقاہ معلی آج بھی کشمیری مسلمانوں کے لیے سیاسی و مذہبی مرکز کا کردار ادا کرتی ہے۔

سید علی ہمدانی کے ہمراہ تشریف لانے والے سادات کرام کوئی عام انسان نہ تھے بلکہ ان میں بڑے بڑے علماء، مفسرین، حفاظ اور مجدد شامل تھے جنہوں نے کشمیر کے اندر بڑی بڑی درسگاہوں کا اہتمام کر کے پڑھی لکھی اور تربیت یافتہ نسل تیار کی۔ ان پاکیزہ نفوس شخصیات نے بچوں کے لیے اپنے ہاتھوں سے درسی کتب لکھ کر زیور تعلیم سے آراستہ و پیراستہ کیا۔ ان بزرگان دین کے لکھے ہوئے قرآن

---

[7] کشمیر سلاطین کے عہد میں، محب الحسن، سادات کالونی ڈرگ روڈ کراچی، 1990ص، 80

کریم اور احادیث مبارکہ کی کتب اور کئی نادر قلمی نسخہ جات آج بھی کشمیر کی لائبریریوں کی زینت ہیں۔ سید علی ہمدانی ایک درویش، صوفی اور مبلغ ہونے کے ساتھ ساتھ مصنف بھی تھے۔ سید علی ہمدانی عربی اور فارسی کے متجر عالم تھے۔ آپ نے عربی اور فارسی میں تقریباً سو کے قریب کتابچے لکھے ہیں۔ تحائف الابرار میں آپ کی تصنیف کردہ کتب کی تعداد 180 بیان کی جاتی ہے۔ ان میں سے کافی کتب برصغیر پاک وہند میں مغلیہ دور حکومت میں شامل نصاب رہی ہیں۔ بہت سی کتب اور قلمی نسخے آج بھی دنیا کے مختلف میوزیم اور لائبریریوں کی زینت ہیں۔

جن میں آپ کی مشہور کتاب ذخیرۃ الملوک بھی شامل ہے جس کے کئی زبانوں میں تراجم ہو چکے ہیں۔ یہ کتاب جہانگیری اور حکمرانی کے آداب سکھاتی ہے۔ اس کے علاوہ آپ نے منطق، فلسفہ، سیاست، علم الاخلاق، تصوف اور فقہ و تفسیر پر بہت سی کتابیں لکھی ہیں۔ شاہ ہمدان ایک صوفیانہ ولی اور ایک موثر مبلغ ہونے کے ساتھ ساتھ خطاطی کے آدمی تھے اور انہوں نے عربی اور فارسی میں تقریباً ایک سو پمفلٹ لکھے:

ذخیرۃ الملوک، ایک مشہور کتاب ہے، جس کا کئی زبانوں میں ترجمہ ہو چکا ہے۔ ان کی کتابوں کے تمام عنوانات کا یہاں ذکر کرنا ناممکن ہے، ان میں سے چند ایک یہ ہیں: شرح نسوۃ الحکم فارسی، اسرار النقط، رسالہ نوریہ، رسالہ اصلاحِ علم القافیہ۔ قاعدہ، مودۃ القربی، روضۃ الفردوس، فردوس الاخبار، منازل السلیکین، خلاصۃ المناقب، چہل اسرار وغیرہ شامل ہیں۔[8]

سید علی ہمدانی نے کشمیر کی تہذیب و ثقافت پر گہرے مذہبی، معاشی اور اقتصادی اثرات مرتب کیے ہیں جن سے خطہ کشمیر آج بھی فیض یاب ہو رہا ہے۔ اپنے فنون عامہ، ثقافت اور معاشی میدانوں میں وادی کشمیر میں بے مثال نام کمایا۔ آپ کے ساتھ آنے والے سات سو سادات ہنر مند، اور کاریگر تھے جو کشمیر میں اپنے فن کی بدولت چھا گئے۔ یہ سات سو سادات کشمیر کی معیشت پر بوجھ نہیں

---

[8] کوہستان قراقرم سے بحر قزوین تک، جی ایم میر، پبلشرز مکتبہ داستان پٹیالہ گراونڈ لاہور، 1996، ص 91،

بلکہ وہ اپنے ساتھ ایرانی ثقافت لائے تھے تا کہ ہمدان اور ایران کی مختلف صنعتوں کو کشمیر میں متعارف کروا سکیں۔

شاہ ہمدان نے اپنے ذریعہ معاش کے لیے ٹوپیاں بنانے کا پیشہ شروع کیا اور ان کے واپس جانے کے بعد بھی کشمیر میں یہ پیشہ بر قرار رہا۔ ان کے سکھائے ہوئے ہنر مندوں میں شال بافی، برتن سازی، قالین بافی، کپڑے پر کام، خطاطی اور خوشنویسی، فن تعمیرات، گبہ سازی، نمدہ سازی اور پیپر ماشی وغیرہ نے خوب ترقی کی اور کشمیر میں ان صنعتوں نے ایک نیا رخ اختیار کیا۔ آپ کے ساتھ ان ہنر مندوں میں شال باف بھی تھے جنھوں نے شال بافی کی صعنت کو پوری دنیا میں متعارف کروایا۔

شال بافی کو کشمیر کی صعنت میں بہت بڑا مقام حاصل ہے۔[9] آپ نے کشمیر میں بہت سے پیشے لوگوں کو سیکھائے جو لوگوں کے لیے معاشی کفالت کا باعث بنے۔ انہوں نے اہل کشمیر کو عظمت محنت کا راز سمجھایا، زراعت، صنعت اور تجارت میں ان کی راہنمائی کی اور ان کو اپنے ہاتھ سے رزق حلال کمانے پر زور دیا۔ آپ کے دور میں پشمینہ سازی کو صنعت کا درجہ مل گیا کیونکہ تصوف اور خرقہ پوشی کو بہت ترجیح دی گئی تھی۔

صوفی اون کا بنا ہوا لباس پہنتے تھے اور وہ لباس پشمینہ سے بنتا تھا یہ لباس روحانی حیثیت رکھتا تھا اور دوسری طرف کشمیر میں بعض علاقوں میں موسمی ضرورت بھی تھی اس طرح اس صعنت نے بہت ترقی کی۔ چنانچہ بعض مورخین انہیں کشمیر میں پشمینہ سازی کے بانی کے طور پر یاد کرتے ہیں۔ اس صعنت کی وجہ سے کشمیر کو چین، منگولیا، ہندوستان اور دیگر علاقوں میں اقتصادی قوت کے طور پر دیکھا جانے لگا۔[10]

شاہ ہمدان کے دور میں کشمیر میں پشمینہ سے قالین کی صنعت، شال بافی کی تیاری کو بہت عروج

---

[9] کشمیر میں اسلام، پروفیسر حمید نسیم، بک پلس سرینگر کشمیر 2015۔ ص، 63۔

[10] جلوہ کشمیر، ڈاکٹر صابر آفاقی، گلشن بکس سرینگر کشمیر 2011، ص 12۔

ملا۔ لوگ گھروں میں بڑی تعداد میں یہ اشیاء تیار کرتے تھے۔ فنون لطیفہ کا تعارف امیر کبیر میر سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ سے منسوب کیا جا سکتا ہے کیونکہ انہوں نے کشمیر اور ایران کے درمیان تعامل کا دروازہ اس انداز میں کھولا جس کی کوئی نظیر نہیں ملتی۔ اس طرح وادی کی معیشت امیر کبیر رضی اللہ عنہ کے ان فنون اور دستکاریوں سے بہتر ہوئی۔ جب وہ کشمیر آئے تو وہ اپنے ساتھ سینکڑوں شاگردوں کو لے کر آئے جو مصور، خطاط، شال باف وغیرہ تھے۔ حیرت انگیز فنون اور دستکاری نے کشمیر کو ایران صغیر میں بدل دیا اور لوگوں کو خوشحال بنانے میں انقلاب برپا کیا۔ کشمیر میں لائے گئے ہنر اور دستکاری نے ایک ایسی صنعت کو جنم دیا جو آج بھی کشمیری شال کے نام سے دنیا میں مشہور ہے۔ شاہ ہمدان رضی اللہ عنہ تجارت اور روزی کمانے کے دیگر ذرائع کے فوائد سے بخوبی واقف تھے، اس لیے انھوں نے وسطی ایشیا میں رائج طرز کو متعارف کرایا۔[11]

حضرت امیرِ کبیر سید میر علی ہمدانی کا شمار ان علمائے کرام اور روحانی رہنمائوں کی فہرست میں سرفہرست ہے جنہوں نے اپنی ساری زندگی کشمیر کی سرسبز وادیوں میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے پیغام کو عام کرنے میں صرف کی۔ وہ نہ صرف مخلص تھے بلکہ اسلام کے سب سے زیادہ سرگرم تبلیغ کرنے والوں میں سے تھے۔ وہ ایک عظیم تقویٰ، پاکیزگی، جرأت اور عزم کے آدمی تھے۔ انہوں نے وادی میں تعلیم کو فروغ دینے کے لیے بہت کچھ کیا اور اس کا مقصد مقامی کشمیریوں کو راستی پر واپس لانا تھا۔ انہوں نے کشمیری ثقافت، تہذیب، معاشرت اور مذہب کی دنیا میں ایک واضح انقلاب برپا کیا۔ ان کی انتھک کوششوں سے اسلام کشمیریوں کے دلوں میں اتر گیا اور مضبوط بنیاد حاصل کی۔

ہندوستان، کشمیر اور دنیا کے جس جس خطہ میں مسلمانوں نے اپنی حکومتیں قائم کی ہیں وہاں انہوں نے سماج کی ترقی میں ہر ممکن کوشش کی۔ وہ جہاں بھی گئے اپنے ساتھ علوم فنون اور صنعت وحرفت کو ساتھ لے آئے۔ سید علی ہمدانی نے تبلیغ اسلام اور اشاعت دین کے ساتھ ساتھ کشمیر کی

[11] Prof. Shumsud-din, Hayat AurKarnamyP.No 485 Vol I, Published by Sheikh Gh. Muhammad and Sons Srinagar. 1995-2010.

تہذیب، تمدن، ثقافت، اور طرز معاشرت میں بھی ایک عظیم انقلاب برپا کیا۔ آپ کے ہمراہ آنے والوں میں علماء، اہل فن، ماہر طب و حکمت، اور ماہر زراعت شامل تھے۔ جن کو مستقل کشمیر میں رہنے کے لیے کہا ان سے اہل کشمیر نے بہت کچھ سیکھا، یہ سب اپنے ہاتھوں کی کمائی کھاتے تھے۔ اب کشمیری عوام کا ذریعہ معاش شال بافی، پشمینہ سازی، قالین سازی، خطاطی، نمدہ سازی وغیرہ تھا۔

سید علی ہمدانی نے اپنے رفقاء کے ذریعے ان دور دراز اور دشوار گزار علاقوں میں درسگاہیں، شفاخانے، اور گھر گھر ہنر مندی کے مراکز قائم کر کے تبلیغ اسلام کے ساتھ ساتھ کشمیری عوام کو علم و فن کی دولت سے مالا مال کیا۔ اقوام عالم نے انہی اولیائے کرام، صوفیائے عظام اور بزرگان دین کی کشمیر میں آمد کے طفیل وہ دور بھی دیکھا جہاں اللہ رب العزت اور اس کے پیارے حبیب ﷺ کا کوئی نام لیوا نہ تھا، اسی جگہ پر اللہ اکبر کی صدائیں بلند ہونے لگیں۔ وہ خطہ جہاں جگہ جگہ بت کدے، مندر، گردوارے موجود تھے ان کی جگہ مساجد، دینی درسگاہوں، خانقاہوں اور دیگر مقدس مقامات نے لینا شروع کر دیں۔ آپ نے تبلیغ کے ساتھ ساتھ اخوت، محبت، ایثار اور بھائی چارے کا درس دیتے ہوئے کشمیر کی ثقافت کو خوبصورتی، رعنائی اور رنگینی کو چار چاند لگا دیئے۔ آپ نے کشمیر میں ایک زبردست دینی اور سماجی انقلاب لا کر اہل کشمیر کو زندگی کا ایک نیا روپ عطا کیا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆